

الحکام عمامہ سبز عمامہ کا ثبوت



اس بار میں پڑھیں

عمامہ باندھنے کے فضائل
عمامہ سے متعلق شرعی مسائل
سبز عمامہ باندھنے کا ثبوت
اعتراضات کے جوابات مع دلائل



مُصَنَّف

مفتی محمد ہاشم خاں اعظمی مدظلہ العالی

مکتبہ کائنات لاہور

داتا دربار مارکیٹ لاہور 0322-4304109

احکام عمامہ

﴿1﴾

مع سبز عمامہ کا ثبوت

عمامہ باندھنے کے فضائل، شرعی مسائل، سبز عمامہ
کا ثبوت اور مانعین کے اعتراضات کے جوابات کا ایک
جامع ترین اور مستند مجموعہ

احکام عمامہ

مع

سبز عمامہ کا ثبوت
﴿تخریج شدہ﴾

مؤلف

مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی

مرکزہ العالی

ناشر:

مکتبہ بھار شریعت داتا دربار مارکیٹ، لاہور

فون: 0322-4304109

بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله وعلى آله واصحابك يا حبيب الله

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب۔۔۔۔۔ احکام عمامہ مع سبز عمامہ کا ثبوت

مؤلف۔۔۔۔۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی

اشاعت اول۔۔۔۔۔ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ بمطابق مارچ 2011ء

صفحات۔۔۔۔۔ 48

قیمت۔۔۔۔۔ 40 روپے

ناشر۔۔۔۔۔ مکتبہ بھار شریعت دائرہ بار مارکیٹ، لاہور

نزد مکتبہ المدینہ (دعوت اسلامی) لاہور

رابطہ: 0322.4304109

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
1	عمامہ کی فضیلت پر کچھ احادیث۔	6
2	عمامہ کے ساتھ نماز کا ثواب بڑھ جانے والی احادیث کی سند پر کلام۔	9
3	عمامہ باندھنا سنت مستحب ہے یا سنت مؤکدہ؟	10
4	جو عمامہ کے سنت ہونے کا انکار کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟	12
5	اگر کوئی قصد لوگوں کے عمامے اتروانا ہو تو اس کا یہ فعل کیسا ہے؟	12
6	عمامہ شریف کی لمبائی کتنی ہونی چاہئے؟	13
7	عمامہ کی چوڑائی کتنی ہونی چاہیے؟	13
8	عمامہ کی بندش کیسی ہونی چاہئے؟	13
9	عمامہ شریف کس طرح باندھنا چاہئے؟	14
10	بیٹھ کر عمامہ باندھنا کیسا؟	14
11	عمامہ کے شملہ کا کیا حکم ہے؟	14
12	عمامہ کا شملہ نہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟	15
13	دو شملے رکھنے کیسا ہے؟	15
14	دوسرے شملہ کو طرہ کے طور پر کھڑا کرنے کا کیا حکم ہے؟	15
15	عمامہ کا شملہ کہاں تک رکھنا مسنون، کہاں تک مباح اور کہاں تک ممنوع ہے؟	15
16	عمامہ کے شملہ کا مذاق اڑانے والے کا کیا حکم ہے؟	16
17	کیا شملہ کو ترک کرنے کی کوئی صورت ہے؟	16
18	شملہ کس طرف ہونا چاہئے؟	16

19	عمامہ کا شملہ عمامہ کے اندر گھوس لینا کیسا؟	17
20	عمامہ پر مسح کرنا کیسا؟	17
21	ٹوپی کے ساتھ امامت کر دانا کیسا ہے؟ جبکہ عمامہ مل سکتا ہو۔	17
22	اعتبار کی وضاحت	18
23	عمامہ کے بیچ پر جودہ کیا تو کیا حکم ہے؟	19
24	اگر سر پر رومال باندھ کر نماز پڑھی جائے تو کیا حکم ہے؟	19
25	بغیر ٹوپی کے رومال باندھا جائے تو کیا حکم ہے؟	20
26	نگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے؟	20
27	احرام کی حالت میں مرد کا عمامہ سے سر چھپانا کیسا ہے؟	20
28	اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اس کو عمامہ پہنا کر دفن کرنا کیسا؟	21
29	میت کو جب عمامہ پہنایا جائے تو اس کا شملہ کہاں رکھا جائے گا؟	22
30	قبر پر عمامہ رکھنا کیسا؟	23
31	کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ بھی کسی نبی علیہ السلام کے عمامہ کا ذکر کتب میں ملتا ہے؟	23
32	عورتوں کا عمامہ باندھنا کیسا ہے؟	24
33	کوئی نئے رنگ کا عمامہ باندھنے سے عمامہ باندھنے کی سنت ادا ہو جائے گی؟	24
34	کون کون سے رنگ کا عمامہ باندھنا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے؟	25
35	سبز عمامہ شریف پہننا کس سے ثابت ہے؟ دلائل کے ساتھ بیان فرمائیں۔	27

36	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سبز عمامہ کا ثبوت۔	27
37	صحابہ کرام علیہم الرضوان سے سبز عمامہ کا ثبوت۔	27
38	فرشتوں سے سبز عمامہ کا ثبوت۔	28
39	حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سبز عمامہ کا ثبوت۔	29
40	حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سبز عمامہ کا ثبوت۔	30
41	سبز عمامہ کے مخالفین کے اکابرین سے سبز عمامہ کا ثبوت۔	30
42	مدرسہ دیوبند میں سبز عمامہ سے دستار بندی۔	30
43	سبز لباس سے سبز عمامہ کا ثبوت۔	31
44	اہل جنت کا لباس سبز ہوگا۔	32
45	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ رنگ۔	33
46	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سبز چادر زیب تن فرمانا۔	33
47	سبز عمامہ کو علامت و شعار کے طور پر استعمال کرنا کیسا ہے؟	34
48	بعض مانعین سبز عمامہ کی دلیل	42
49	اس کے متعدد جوابات ہیں۔ پہلا جواب:	43
50	دوسرا جواب:	44
51	تیسرا جواب:	45
52	مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ نے وقار الفتاویٰ میں سبز عمامہ کو ایک بد مذہب جماعت جس کا نام ”ویندار جماعت“ ہے کا شعار لکھا ہے اس کا جواب۔	46

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين
اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم
الصلوة والسلام عليك يا رسول الله وعلى آلك واصحابك يا حبيب الله

احکام عمامہ مع سبز عمامہ کا ثبوت

سوال: عمامہ کی فضیلت پر کچھ احادیث بیان فرمادیں۔

جواب: عمامہ کی فضیلت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں، جن میں سے کچھ

درج ذیل ہیں:

حدیث 1: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((فرق ما بیننا و

بین المشرکین العمامہ علی القلائس)) ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر
عمامے ہیں۔ (سنن ابی داؤد، ج 2، ص 208، آفتاب عالم پریس، لاہور)

یہی حدیث باوردی نے ان لفظوں میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا ((العمامة علی القلائس فصل ما بیننا و بین المشرکین

یعطی یوم القيمة بکل کورة یدروها علی راسہ نوراً)) ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور

مشرکین کا فرق ہے ہر چ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر روز قیامت ایک نور عطا

کیا جائے گا۔ (کنز العمال، ج 15، ص 305، مکتبہ التراث الاسلامی، بیروت)

حدیث 2: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((العمائم تہجان

العرب)) عمامے عرب کے تاج ہیں۔

(الفردوس، ج 3، ص 87، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حدیث 3: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((العمائم تہجان

العرب فاذا وضعوا العمامہ وضعوا عزہم وفي لفظ وضع اللہ عزہم)) عمامے

عرب کے تاج ہیں جب عرب عمامہ چھوڑ دیں گے تو اپنی عزت اتار دیں گے۔ اور

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عزت اتار دے گا۔

(الجامع الصغير، ج 4، ص 392، دارالمعرفة، بیروت)

حدیث 4: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((اعتموا تزدادوا

حلماً)) عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔

(المعجم الكبير، ج 1، ص 194، المكتبة الفيصلية، بیروت)

صحیحہ الحاکم ترجمہ: امام حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث 5: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((اعتموا تزدادوا

حلماً والعمائم تہجان العرب)) عمامہ باندھو تمہارا وقار زیادہ ہوگا اور عمامے عرب

کے تاج ہیں۔

(شعب الایمان، ج 5، ص 176، دارالکتب العربیہ، بیروت)

حدیث 6: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((العمائم وقار

المؤمن وعز العرب فاذا وضعت العرب عمامہا وضعت عزہا)) عمامے

مسلمان کے وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں اپنی عزت

اتار دیں گے۔

(الفردوس، ج 3، ص 88، دارالکتب العربیہ، بیروت)

حدیث 7: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((لا تزال امتی

علی الفطرة ما لبسوا العمامہ علی القلائس)) میری امت ہمیشہ من حق پر رہے

گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں۔

(الفردوس، ج 5، ص 93، دارالکتب العربیہ، بیروت)

حدیث 8: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ((ان اللہ امتدنی

یوم بدوحنین بملئکة یعمون هذه العمة وقال ان العمامة حاضرة بین

الکفر والایمان)) بیشک اللہ عزوجل نے بدوحنین کے دن ایسے ملائکہ سے میری مدد

فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں اور فرمایا بیشک عمامہ کفر و ایمان میں فارق ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، ج 10، ص 14، دار صادر، بیروت)

حدیث 9: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کر

کے فرمایا ((هكذا تكون تيجان الملكة)) فرشتوں کے تاج ایسے ہوتے ہیں۔

(کنز العمال، ج 15، ص 484، مکتبۃ التراث الاسلامی، بیروت)

حدیث 10: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((علیکم

بالعبائم فانها سیماء الملكة وارخوها خلف ظهورکم)) عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے اپنے پیس پشت چھوڑو۔

(المعجم الكبير، ج 12، ص 383، المکتبۃ النبییۃ، بیروت)

حدیث 11: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ان اللہ تعالیٰ

اکرم هذه الامة بالعصائب)) بیشک اللہ عزوجل نے اس امت کو عماموں سے مکرم فرمایا۔

(کنز العمال، ج 15، ص 307، مکتبۃ التراث الاسلامی، بیروت)

حدیث 12: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((اعلموا

خالفوا علی الامم قبلکم)) عمامے باندھو اگلی امتوں یعنی یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو کہ وہ عمامہ نہیں باندھتے۔

(شعب الایمان، ج 5، ص 176، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

حدیث 13: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ان اللہ

عزوجل وملئکتہ یصلون علی اصحاب العمامہ یوم الجمعة)) بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے روز عمامہ والوں پر۔

(مجمع الزوائد، ج 2، ص 176، دارالکتب، بیروت)

حدیث 14: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((الصلاة فی

العمامة تعدل بعشر الاف حسنة)) عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔

(الفردوس، ج 2، ص 406، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

حدیث 15: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((العمائم

تيجان العرب فاعلموا ان زادوا حلما ومن اعتم فله بكل کور حسنة فاذا حط فله بكل حطة خط عظیمه)) عمامے عرب کے تاج ہیں تو عمامہ باندھو تمہارا وقار

بڑھے گا اور جو عمامہ باندھے اس کے لئے ہر چیچ پر ایک نیکی ہے اور جب (بلا ضرورت یا ترک کے قصد پر) اتارے تو ہر اتارنے پر ایک خطا ہے یا جب (بضرورت بلا قصد ترک بلکہ با ارادہ معاودت یعنی پھر پہننے کے ارادے سے) اتارے تو ہر چیچ اتارنے پر ایک گناہ اترے۔

(کنز العمال، ج 15، ص 308، مکتبۃ التراث الاسلامی، بیروت)

حدیث 16: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((رکعتان

بعمامة خیر من سبعین رکعة بلا عمامة)) عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامے کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔

(الفردوس بمانور الخطاب، ج 2، ص 265، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

سوال: عمامہ کے ساتھ نماز کا ثواب بڑھ جانے پر جو احادیث ہیں ان

کے بارے میں سنا ہے کہ وہ ضعیف ہیں، بلکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ موضوع ہیں۔

جواب: اس طرح کے سوال کے جواب میں امام اہلسنت مجددین

ولمت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں ”فضل صلاة بالعمامة میں

احادیث مروی وہ اگرچہ ضعیف ہیں مگر دربارہ فضائل ضعیف مقبول اور عندا تحقیق ان

پر حکم بالوضع کل کلام۔ (یعنی عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت میں مروی احادیث

اگرچہ ضعیف ہیں مگر فضائل کے معاملہ میں ضعیف احادیث بھی مقبول ہوتی ہیں اور

تحقیق یہ ہے کہ ان احادیث پر موضوع ہونے کا حکم لگانا درست نہیں ہے۔)

حدیث اول: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ان اللہ

عزوجل وملئکتہ یصلون علی اصحاب العمامہ یوم الجمعة)) یعنی بیشک

اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے جمعہ میں عمامہ باندھے ہوؤں پر درود بھیجتے ہیں۔

(الجامع الصغير، ج 2، ص 270، دارالمعرفة، بیروت)

اور الحدیث فی جامعہ الصغير ملتزم ان لا یورد فیہ

موضوعا، ترجمہ: امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب جامع صغیر میں اسے نقل

کیا ہے حالانکہ انہوں نے اس کتاب جامع صغیر میں اس بات کا التزام کر رکھا ہے کہ کوئی موضوع روایت اس میں ذکر نہ کی جائے گی۔

حدیث دوم: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((صلاة تطوع او فريضة بعمامة تعدل خمسا وعشرين صلاة بلا عمامة و جمعة بعمامة تعدل سبعين جمعة بلا عمامة)) یعنی ایک نماز نفل ہو یا فرض عمامہ کے ساتھ پچیس نماز بے عمامہ کے برابر ہے اور ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستر جمعہ بے عمامہ کے ہمسر۔

(کنز العمال، ج 15، ص 306، مکتبۃ التراث الاسلامی، بیروت)

فیہ مجاہیل قلت و لیس فیہم کذاب ولا وضاع ولا متہم بہ ولا فیہ ما یردہ الشرع اور یحیلہ العقل وقد اوردہ السیوطی فی الجامع الصغیر، ترجمہ: اس میں مجہول راوی ہیں، میں کہتا ہوں ان میں سے کوئی بھی کذاب اور وضاع (حدیث گھڑنے والا) نہیں اور نہ ہی کوئی متہم بالوضع ہے اور نہ اس میں کوئی ایسی چیز ہے جس کو شریعت رد کرتی ہو یا اسے عقل محال تصور کرتی ہو، اسے امام سیوطی نے جامع صغیر میں نقل کیا ہے۔

حدیث سوم: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((الصلاة فی العمامة تعدل بعشرة آلاف حسنة)) یعنی عمامہ میں نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

هذا ضعيف جدا فيه ابان متروك، ترجمہ: یہ نہایت ہی ضعیف ہے کیونکہ اس میں ابان متروک ہے۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ، ج 6، ص 203، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: عمامہ باندھنا سنت مستحب ہے یا سنت مؤکدہ؟

جواب: عمامہ سنن زوائد میں سے ہے اور سنن زوائد مستحب کے حکم میں ہوتی ہیں یعنی کریں تو ثواب ملے گا اور نہ کریں تو گناہ نہیں۔ چنانچہ علامہ ملا جیون

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نور الانوار شرح المنار میں بیان فرماتے ہیں "الاول سنة الهدى و تاركها يستوجب اسائة اى جزاء اسائة كاللوم والعقاب او سعى جزاء الاساءة اساءة كما فى قوله تعالى جزاء سيئة سيئة مثلها كالجماعة و الاذان والاقامة فان هولاء كلها من جملة شعائر الدين و اعلام الاسلام ولهذا قالوا اذا اصر اهل مصر على تركها يقاتلوا بالسلاح من جانب الامام وقد وردت فى كل منها آثار ولا تحصى والثانى الزوائد وتاركها لا يستوجب اساءة كسير النبى عليه السلام فى لباسه وقعوده وقيامه فان هولاء كلها لا تصدر منه عليه السلام على وجه العبادة وقصد القرية بل على سبيل العادة فانه عليه السلام كان يلبس حبة حمراء و خضراء و بيضاء طويل الكمين وربما يلبس عمامة سوداء و حمراء و كان مقدارها سبعة اذرع او اثني عشر ذراعا اقل او اكثر و كان يقعد محباً تارة و مربعاً للعدو و على هيئة التشهد اكثر فهذا كلها من سنن الزوائد يثاب الممرء على فعلها ولا يعاقب على تركها وهو فى معنى المستحب الا ان المستحب ما احبه العلماء وهذا ما اعتاد به النبى عليه السلام"

ترجمہ: سنت کی پہلی قسم سنت ہدی ہے اس کو ترک کرنے والا اساءت کا مستحق ہوتا ہے یعنی برائی کی جزاء کا جیسا کہ ملامت اور عقاب یا اساءت کی جزا کو اساءت کہہ دیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان مبارک "جزاء سيئة سيئة مثلها" میں (سنت ہدی کی مثال) جیسا کہ جماعت، اذان، اقامت پس یہ سب شعائر دین اور دین کی علامات میں سے ہیں اسی وجہ سے علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر تمام شہر والے اس کے چھوڑنے پر مصر ہو جائیں تو امام کی جانب سے ان سے اسلحہ کے ساتھ قتال کیا جائے گا اور ان میں سے ہر ایک کے بازے میں اتنی روایات وارد ہوئی ہیں جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔

سنت کی دوسری قسم سنن زوائد ہے اس کو ترک کرنے والا اسماۃ کا مستحق نہیں ہوتا جیسا کہ لباس، اٹھنے بیٹھنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ، پس یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور عبادت یا قربت نہیں بلکہ بطور عادت مبارکہ صادر ہوئی پس آپ علیہ السلام سرخ اور سبز اور سفید لمبی آستین والا جبہ مبارکہ زیب تن فرمایا کرتے تھے اور سیاہ اور سرخ عمامہ جسکی لمبائی کم از کم سات ہاتھ اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ ہوتی پہنتے تھے۔ آپ علیہ السلام اکثر اوقات تشہد کی بیعت پر تشریف فرما ہوتے جبکہ عذر کی بنا پر آلتی پالتی مار کر اور کبھی کبھی احتباء کی حالت میں تشریف فرما ہوتے تھے۔ یہ سب سنن زوائد سے ہیں ان کے ادا کرنے سے انسان ثواب پاتا ہے اور ترک کرنے پر قابل گرفت نہیں ہوتا، یہ سنت مستحب کی طرح ہے مگر یہ کہ مستحب وہ ہے جس کو علماء کرام پسند فرمائیں جبکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ ہے۔

(نور الانوار، مبحث الاحکام المشروعیۃ، صفحہ 167، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

سوال: جو عمامہ کے سنت ہونے کا انکار کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچا ہے ولہذا علمائے کرام نے عمامہ تو عمامہ ارسال عذہ یعنی شملہ چھوڑنا کہ اس کی فرع اور سنت غیر موکدہ ہے، اس کے ساتھ استہزاء کو کفر ٹھہرایا تو عمامہ کہ سنت لازمہ دائرہ ہے، اس کا انکار کس درجہ اشد و اکبر ہوگا اس کا سنت ہونا متواترہ ہے اور سنت متواترہ کا استخفاف کفر ہے۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ، ج 6، ص 208، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: اگر کوئی لوگوں کو اس بات کی تاکید کرتا ہو کہ عمامہ باندھنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اس پر کچھ ثواب بھی نہیں ملتا نیز وہ قصد لوگوں کے عمامے اتروانا ہو تو اس کا یہ فعل کیسا ہے؟

جواب: مسلمانوں کے عمامے قصد اتروا دینا اور اسے ثواب نہ جانا قریب ہے کہ ضروریات دین کے انکار اور سنت قطعیہ متواترہ کے استخفاف کی حد تک پہنچے ایسے شخص پر فرض ہے کہ اپنی ان حرکات سے توبہ کرے اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی عورت کے ساتھ تجدید نکاح کرے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 6، ص 220، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: عمامہ شریف کی لمبائی کتنی ہونی چاہئے؟

جواب: مرقاة میں ہے ”انہ کان لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمامة قصيرة وعمامة طويلة وان القصيرة كانت سبعة اذرع والطويلة اثني عشر ذراعاً“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔

(مسئلة المسفان، ج 8، ص 148، دار الفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے ”بس اسی سنت کے مطابق عمامہ رکھے اس سے زیادہ بڑا نہ رکھے بعض لوگ بہت بڑے عمامے باندھتے ہیں ایسا نہ کرے کہ سنت کے خلاف ہے“

(بہار شریعت، حصہ 16، ص 62، مکتبہ المدینہ، کراچی)

سوال: عمامہ کی چوڑائی کتنی ہونی چاہیے؟

جواب: عمامہ کی چوڑائی نصف گز تک ہونی چاہیے یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ۔

(ضیاء القلوب فی لباس المحبوب، ص 1)

سوال: عمامہ کی بندش کیسی ہونی چاہئے؟

جواب: شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”وطریق عمامہ بستن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گہرہ بود گنبد نما چنانچہ علماء و شرفاء عرب با آن دستور می بستند“ یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمامہ باندھنا گول حلقہ ہوتا گنبد نما (یعنی عمامہ کی

مٹل گنبد نما ہوتی) چنانچہ علماء و شرفاء عرب اسی طریقہ پر عمامہ باندھتے ہیں۔

(کشف الانبیا فی استحباب اللباس، ص 40، دار احیاء العلوم، باب المدینہ کراچی)
اور امام اہلسنت علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں "اس (عمامہ) کی بندش گنبد نما ہو جس طرح فقیر باندھتا ہے" (فتاویٰ رضویہ، ج 22، ص 186، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سو: عمامہ شریف کس طرح باندھنا چاہئے؟

جو: سنت یہ ہے کہ عمامہ کو پاکی کی حالت میں قبلہ رو کھڑے ہو کر باندھے۔ (ضیاء القلوب فی لباس المحبوب، ص 1)

اور مناسب یہ ہے کہ عمامہ باندھنے میں پہلا بیچ داہنی جانب لے جائے کہ حدیث میں ہے ((کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحب التیامن فی کل شیء حتی فی تنعله)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر کام میں دائیں طرف سے ابتداء کو پسند فرماتے تھے یہاں تک کہ جوتا پہننے میں بھی۔ (صحیح مسلم، ج 1، ص 132، قدیمی کتب خانہ، کراچی) (فتاویٰ رضویہ، ج 22، ص 199، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سو: بیٹھ کر عمامہ باندھنا کیسا؟

جو: بلا عذر عمامہ بیٹھ کر نہیں باندھنا چاہئے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ((من تعمد قاعدا او تسرول قائما ابتلاہ اللہ تعالیٰ ببلاء لا دوا لہ)) ترجمہ: جس نے بیٹھ کر عمامہ باندھا یا کھڑے ہو کر شلوار پہنی تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی مصیبت میں مبتلا فرمائے گا جس کی کوئی دوا نہیں۔

(کشف الانبیا فی استحباب اللباس، ص 39، دار احیاء العلوم، باب المدینہ کراچی)
نیز سبل الرشاد میں ہے کہ "عمامہ بیٹھ کر اور شلوار کھڑے ہو کر پہننے سے بھول اور محتاجی بڑھتی ہے" (سبل الہدی والرشاد، ج 7، ص 282)

سو: عمامہ کس شملہ کا کیا حکم ہے؟

جو: عمامہ کا شملہ رکھنا سنت عمامہ کی فرع اور سنت غیر مؤکدہ ہے۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ، ج 8، ص 208، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سو: عمامہ کا شملہ نہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جو: عمامہ کا شملہ نہ رکھنا سنت غیر مؤکدہ کا ترک ہے۔ صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے یہ خلاف سنت ہے۔"

(بہار شریعت، حصہ 16، ص 61، مکتبۃ المدینہ، کراچی)
سو: دو شملے رکھنے کیسا ہے؟ بعض لوگ اسے بدعت سیئہ کہتے ہیں۔

جو: دو شملے چھوڑنا سنت سے ثابت ہے۔ جیسا کہ امام اہلسنت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں "عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا) اپنے دست و انور سے عمامہ باندھنا اور آگے پیچھے دو شملے چھوڑنا سنن ابی داؤد میں ہے۔ تو یہ سنت ہو انہ کہ معاذ اللہ بدعت سیئہ، فقیر اسی سنت کے اتباع سے بارہا دو شملے رکھتا ہے، مگر شملہ ایک بالشت سے کم نہ ہونا چاہئے" (فتاویٰ رضویہ، ج 22، ص 199، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سو: بعض لوگ دوسرے شملہ کی مقدار ایک بالشت نہیں رکھتے بلکہ چند انگل طرہ کے طور پر کھڑا کر کے رکھتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جو: یہ سنت نہیں مگر جائز ہے کہ اس کی ممانعت ثابت نہیں، ہاں اگر یہ کسی جگہ فساق کی وضع ہو تو اس سے بچنے کا حکم دیا جائے گا۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں "بعض لوگ طرہ کے طور پر چند انگل اونچا سر پر چھوڑتے ہیں اس کا ثبوت میری نظر میں نہیں، نہ کہیں ممانعت، تو اباحت اصل یہ ہے۔ مگر اس حالت میں کہ یہ کسی شہر میں آوارہ و فساق لوگوں کی وضع ہو تو اس عارض کے سبب اس سے احتراز ہوگا" (فتاویٰ رضویہ، ج 22، ص 199، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سو: عمامہ کا شملہ کہاں تک رکھنا مسنون، کہاں تک مباح اور کہاں تک ممنوع ہے؟ اگر کسی شخص نے ڈیڑھ ہاتھ شملہ رکھا دوسرے نے کہا کہ ڈیڑھ ہاتھ شملہ

رکھنا حرام ہے تو اس قائل کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: امام اہلسنت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں ”شملے کی اقل (کم از کم) مقدار چار انگشت (انگل) ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ اور بعض نے نشست گاہ تک رخصت دی یعنی اس قدر کہ بیٹھنے سے موضع جلوس (بیٹھنے کی جگہ) تک پہنچے، اور زیادہ رائج یہی ہے کہ نصف پشت سے زیادہ نہ ہو جس کی مقدار تقریباً وہی ایک ہاتھ ہے۔ حد سے زیادہ داخل اسراف ہے۔ اور بہ نیت تکبر ہو تو حرام، یونہی نشست گاہ سے بھی بچا مثلاً رانوں یا زانوں تک، یہ سخت ضعیف و ممنوع (ہے)۔ ڈیڑھ ہاتھ کا شملہ اگر بہ نیت تکبر نہ ہو تو اسے حرام کہنا نہ چاہئے۔ خصوصاً اس حالت میں کہ بعض علماء نے موضع جلوس تک بھی اجازت دی مگر حرام کہنے والے کو گنہگار بھی نہ کہیں گے جبکہ اس نے حرام بمعنی عام یعنی ممنوع لیا ہو جو مکروہ تحریمی کو شامل ہے“

(فتاویٰ رضویہ، ج 22، ص 182، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے ”زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دے“

(فتاویٰ ہندیہ، ج 5، ص 330، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

سوال: عمامہ کے شملہ کا مذاق اڑانے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: فقہاء کرام نے اس کے ساتھ استہزاء کو کفر ظہر ایا ہے۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ، ج 6، ص 208، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کیا شملہ کو ترک کرنے کی کوئی صورت ہے؟

جواب: عمامہ کا شملہ کا چھوڑنا (رکھنا) یقیناً سنت مگر جہاں جہاں اس پر ہنستے ہوں وہاں علمائے متاخرین نے غیر حالت نماز میں اس سے بچنا اختیار فرمایا جس کا منشاء حفظ دین عوام ہے یعنی جاہل عوام اس کا مذاق اڑا کر کہیں دین سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ، ج 12، ص 314، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: شملہ کس طرف ہونا چاہئے؟

جواب: فتاویٰ ہندیہ میں ہے ”عمامہ باندھے تو اس کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے“

(فتاویٰ ہندیہ، ج 5، ص 330، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

اور ”کشف الالتباس فی استجاب اللباس“ میں ہے ”وفی الروضۃ ارسال ذنب العمامۃ بین الکتفین مندوب و ضرر و گناہن شملہ پس پشت مستحب سنت و سنت مؤکدہ نیست“ ترجمہ: اور الروضہ میں ہے عمامہ کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکانا مستحب ہے۔ اور شملہ پچھلی جانب لٹکانا مستحب ہے سنت مؤکدہ نہیں ہے۔“

(کشف الالتباس فی استجاب اللباس، ص 39، دار احیاء العلوم، کراچی)

سوال: عمامہ کا شملہ بعض لوگ عمامہ کے اندر گھوس لیتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بہار شریعت میں ہے ”بعض (لوگ) شملہ کو اوپر لا کر عمامہ میں گھوس دیتے ہیں یہ بھی نہ چاہئے خصوصاً حالت نماز میں ایسا ہے تو نماز مکروہ ہوگی“

(بہار شریعت، حصہ 16، ص 61، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: عمامہ پر مسح کرنا کیسا؟

جواب: دوران وضو عمامہ پر مسح جائز نہیں ہاں اگر عمامہ ایسا ہو کہ پانی کی تری جس سے گزر کر سر تک پہنچ جائے تو جائز ہے۔ جیسا کہ ٹھٹھاوی میں ہے ”لا

یصح المسح علی عمامۃ) الا اذا نفذت البلۃ منہا الی الرأس واصابت مقدار الفرض علیہ حمل ماورد انہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی عمامتہ کما فی السراج“ ترجمہ: عمامہ پر مسح کرنا صحیح نہیں، ہاں اگر اس کی تری سر تک بقدر فرض پہنچ گئی تو مسح ہو جائے گا، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمامہ پر مسح کرنا اسی پر مجہول ہے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص 72، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

سوال: ٹوپی کے ساتھ امامت کروانا کیسا ہے؟ جبکہ عمامہ مل سکتا ہو۔

جواب: افضل یہ ہے کہ عمامہ باندھ کر امامت کروائی جائے، لیکن ٹوپی کے ساتھ بھی جائز ہے۔ سراج الفقہاء سیدنا امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے ٹوپی کے ساتھ امامت کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا ”کسی کی نماز میں کوئی خلل نہیں، عمامہ مستحبات نماز سے ہے اور ترک مستحب سے خلل درکنار کراہت بھی نہیں آتی، وذلك لان التعمیم من سنن الزوائد و سنن الزوائد حکمها حکم مستحب“ ترجمہ: اور یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ سنن زوائد میں سے ہے اور سنن زوائد کا حکم مستحب کے حکم کی طرح ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج 7، ص 394، رضا فاؤنڈیشن، لاہور) ایک اور مقام پر فرمایا: ”اس میں شک نہیں کہ نماز عمامہ کے ساتھ نماز بے عمامہ سے افضل (ہے) کہ وہ (یعنی عمامہ باندھنا) اسباب تجل سے ہے اور یہاں تجل محبوب اور مقام اذہب کے مناسب۔۔۔ مگر بایں ہمہ صورت مستفسرہ میں صرف ترک اولیٰ ہوا تو اس سے کراہت لازم نہیں آتی۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 6، ص 631، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: اعتبار کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے، اعتبار کی وضاحت فرمادیں کہ سر کا کپڑے سے خالی ہونا اعتبار ہے یا ٹوپی کا درمیان سے خالی ہونا؟

جواب: تحقیق یہ ہے کہ اعتبار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کو اس طرح باندھا جائے کہ سر کا درمیانی حصہ کھلا رہے نہ کہ درمیان سے ٹوپی کھلی رہے۔ درمختار میں اعتبار کو مکروہات میں ذکر کیا گیا اس کی شرح میں خاتم الحنفیین ابن عابدین علامہ امین شامی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں ”والاعتجار لنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عنہ وهو شد الرأس او نکویر عمامتہ علی رأسہ وترك وسطہ مکشوفاً“ ترجمہ: نماز میں اعتبار مکروہ اس لئے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اعتبار یہ ہے کہ سر کو باندھا جائے یا سر پر عمامے کو اس طرح باندھنا کہ سر کا درمیانی حصہ کھلا رہے۔

(درمختار مع رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، جلد 2، صفحہ 511، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

امام اہلسنت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”عمامہ میں سنت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہونہ چھ گز سے زیادہ، اور اس کی بندش گنبد نما ہو جس طرح فقیر باندھتا ہے۔ عرب شریف کے لوگ جیسا اب باندھتے ہیں طریقہ سنت نہیں اسے اعتبار کہتے ہیں کہ بیچ میں سر کھلا ہے اور اعتبار کو علماء نے مکروہ لکھا ہے“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 186، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں ”لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اعتبار ہوتا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اعتبار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو“

(فتاویٰ امجدیہ، حصہ 1، ص 399، مکتبہ رضویہ، کراچی)

سوال: عمامہ کے بیچ پر سجدہ کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ کے بیچ پر سجدہ کیا اگر ماتھا خوب جم گیا سجدہ ہو گیا اور ماتھا نہ جما بلکہ فقط چھو گیا کہ دبائے سے دبے گا یا سر کا کوئی حصہ لگا تو نہ ہوا۔

(بہار شریعت، حصہ 3، ص 40، ضیاء القرآن، لاہور)

ہدایہ میں ہے ”فان سجد علی کور عمامتہ او فاضل ثوبہ جاز لان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کبان یسجد علی کور عمامتہ“ ترجمہ: اگر عمامہ کے بیچ یا فاضل کپڑے پر سجدہ کیا تو جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عمامہ کے بیچ پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

(الہدایہ مع النہایہ، ج 2، ص 242، المکتبۃ الغفریہ، کوئٹہ)

سوال: اگر سر پر رومال باندھ کر نماز پڑھی جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: فتاویٰ رضویہ میں ہے ”رومال اگر بڑا ہو کہ اتنے بیچ آسکیں جو سر کو چھپالیں تو وہ عمامہ ہی ہو گیا، اور چھوٹا رومال جس سے صرف دو ایک بیچ آسکیں لینا مکروہ ہے“

(فتاویٰ رضویہ، ج 7، ص 299، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: بغیر ٹوپی کے رومال باندھا جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: فتاویٰ رضویہ میں ہے ”بغیر ٹوپی کے عمامہ بھی نہ چاہئے نہ کہ رومال، حدیث میں ہے: ((فرق مابیننا وبين المشركين العمامہ علی القلائس)) ترجمہ: ہم میں اور مشرکوں میں ایک فرق یہ ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 7، ص 299، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(سنن ابوداؤد، ج 2، ص 208، باب فی العمامہ، مطبوعہ آفتاب عالم پریس، لاہور)

سوال: ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: فتاویٰ رضویہ میں ہے ”حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کریمہ نماز مع کلاہ و عمامہ ہے اور فقہاء کرام نے ننگے سر نماز پڑھنے کو تین قسم کیا ہے اگر بہ نیت تواضع و عاجزی ہو تو جائز اور بوجہ کسل (سستی کی وجہ سے) ہو تو مکروہ، اور معاذ اللہ نماز کو بے قدر اور ہلکا سمجھ کر ہو تو کفر“

(فتاویٰ رضویہ، ج 7، ص 389، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: احرام کی حالت میں مرد کا عمامہ وغیرہ سے سر چھپانا کیسا ہے؟

جواب: احرام کی حالت میں مرد کا عمامہ وغیرہ سے سر چھپانا ناجائز و گناہ اور جرم مانے کا سبب ہے۔ جیسا کہ امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”جو مرد اپنا سارا یا چوتھائی سر بحالت احرام چھپائے جسے عادی سر چھپانا کہیں جیسے ٹوپی پہننا، عمامہ باندھنا، سر سے چادر اوڑھنا، ڈھوپ کے باعث سر پر کپڑا ڈالنا، درد کے سبب سر کستا، زخم کی وجہ سے پٹی باندھنا اس پر مطلقاً جرم مانہ واجب ہے اگرچہ بھولے سے، اگرچہ سوتے میں، اگرچہ بیہوشی میں اگرچہ عذر سے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 10، ص 713، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نوٹ: جرم مانہ وغیرہ کی تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ کا اسی مقام سے مطالعہ کریں۔

سوال: اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اس کو عمامہ پہنا کر دفن کرنا کیسا؟

جواب: بعض کتب فقہ میں میت کو عمامہ پہنا کر دفن کرنے کو مطلقاً مستحسن لکھا ہے۔ جیسا کہ نقایہ میں ہے ”واستحسن العمامة“ ترجمہ: اور میت کو عمامہ پہنانا مستحسن ہے۔

(نقایہ مع فتح الباب العنایہ، ج 1، ص 435، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

جبکہ کچھ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ بعض مشائخ کے نزدیک مستحسن اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے۔ جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے ”وقد کره بعض مشايخنا لانه لو فعل ذلك لصار الكفن شفعاً والسنة فيه ان يكون وترأ واستحسنه بعض مشايخنا“ ترجمہ: اور بعض مشائخ نے کفن میں عمامہ کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ اگر ایسا کیا جائے تو کفن جفت ہو جائے گا حالانکہ کفن میں کپڑوں کا تاک ہونا سنت ہے۔ اور بعض مشائخ نے کفن میں عمامہ کو مستحسن قرار دیا ہے۔

(بدائع الصنائع، ج 2، ص 324، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بعض کتب فقہ میں ہے کہ متقدمین کے نزدیک مکروہ ہے اور متاخرین نے اسے مستحسن قرار دیا ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے ”ویسن فی الکفن له ازار وقمیص ولغافه وتکثره العمامة للمیمت (فی الاصح) مجتبی واستحسنها المتأخرون للعلماء والأشرف“ ترجمہ: کفن میں سنت یہی ہے کہ ازار، قمیص اور لغافہ ہو۔ عمامہ اصح قول کے مطابق میت کے لئے مکروہ ہے۔ علمائے متاخرین نے عالم، عزت دار کے لئے عمامے کو اچھا فرمایا۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج 3، ص 112، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

بعض فقہاء نے مستحسن والے قول کو تین طرح کے لوگوں کے ساتھ مقید کیا ہے۔ (۱) علماء (۲) اشراف (۳) جس نے وصیت کی ہو۔ درمختار میں ہے ”واستحسنها المتأخرون للعلماء والأشرف ترجمہ: علمائے متاخرین نے علماء اور اشراف کے لئے عمامے کو اچھا فرمایا۔ (المرجع السابق)

ردالمحتار میں ہے "اذا وصى بان يكفن فى اربعة او خمسة فانه يحوز" جب کسی نے وصیت کی کہ اسے چار یا پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے تو جائز ہے۔ (ردالمحتار، ج 3، ص 112، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مشہور اور فقیہ صحابی رسول حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے بارے میں عمامہ پہنا کر دفن کرنے کی وصیت فرمائی۔ جیسا کہ محیط اللمر ہانی میں ہے "منہم من قال بعمم لان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اوصی بہ"

(محیط للمربانی، ج 3، ص 66، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے بیٹے کو عمامہ پہنا کر دفن کیا۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "ووجه بان ابن عمر کفن ابنہ فی خمسة اثواب قمیص و عمامة وثلاث لفائف۔۔۔ رواہ سعید بن منصور" ترجمہ: اس کے مستحسن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے بیٹے کو پانچ کپڑوں یعنی قمیص، عمامہ اور تین لفافوں میں کفن دیا۔ اس کو سعید بن منصور نے روایت کیا۔ (ردالمحتار، ج 3، ص 112، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

بلکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر میت کو عمامہ کے ساتھ دفناتے تھے۔ جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے "ابن عمر انه كان بعمم الميت" ترجمہ: بے شک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میت کو عمامہ پہنایا کرتے تھے۔

(بدائع الصنائع، ج 2، ص 324، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

سوال: میت کو جب عمامہ پہنایا جائے تو اس کا شملہ کہاں رکھا جائے گا؟

جواب: اس کا شملہ چہرے پر رکھ دیا جائے۔ جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے "يجعل ذنبها على وجهه بخلاف حال الحياة" ترجمہ: اور عمامہ کے شملے کو چہرے پر رکھا جائے گا بخلاف حیات کے۔ (کیونکہ حیات میں شملہ کندھوں کے درمیان رکھا جاتا ہے)

(فتاویٰ ہندیہ، ج 1، ص 160، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

سوال: قبروں پر عمامہ رکھنا کیسا؟

جواب: لوگوں کی نگاہوں میں تعظیم کی نیت سے اولیاء کرام صالحین کی قبروں پر عمامہ وغیرہ رکھنا جائز ہے۔ (ردالمحتار، ج 9، ص 522، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

سوال: کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ بھی کسی نبی علیہ السلام کے عمامہ کا ذکر کتب میں ملتا ہے؟

جواب: جی ہاں! کتب تفاسیر میں لکھا ہے کہ تابوت سیکنہ میں دیگر تبرکات کے ساتھ ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ بھی تھا معالم التنزیل میں ہے "كان فيه عصا موسى ونعلاه و عمامة هرون وعصاه" ترجمہ: تابوت میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ وعصا تھا۔ (معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن، ج 1، ص 257، مصطفى البابی، مصر)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "وہ تبرکات کیا تھے، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ مقدمہ وغیرہ، ان کی برکات تھیں کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جس لڑائی میں آگے کرتے فتح پاتے اور جس مراد میں اس سے توسل کرتے اجابت دیکھتے۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 400، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اور حدیقہ ندیہ میں ہے کہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حال میں تشریف لائیں گے کہ ان کے سر پر سبز عمامہ ہوگا۔

سوال: عورتوں کا عمامہ باندھنا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے کیونکہ یہ مردوں سے مشابہت اختیار کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "لعن اللہ المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء" ترجمہ: اللہ کی لعنت ان عورتوں پر کہ مردوں کی

وضوح بنائیں اور ان مردوں پر کہ عورتوں کی وضع اختیار کریں۔

(صحیح بخاری، ج 2، ص 874، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

سوال: کون سے رنگ کا عمامہ باندھنے سے عمامہ باندھنے کی سنت ادا ہو

جائے گی؟

جواب: کسی بھی رنگ کا عمامہ پہننے سے سنت عمامہ ادا ہو جائے گی۔

کیونکہ صحابہ کرام و تابعین عظام علیہم الرضوان سے مختلف رنگوں کے عمامے باندھنا ثابت ہے جیسا کہ حافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کی روایت میں ہے ((عن سلیمان

بن ابی عبد اللہ قال أدرکت المهاجرین الأولین یعمتون بعمائم کراہیں

وبیض وحممر وخصمر)) ترجمہ: سلیمان بن ابی عبد اللہ سے مروی ہے وہ فرماتے

ہیں میں نے پہلے مہاجر صحابہ علیہم الرضوان کو سوتی، سیاہ، سفید، سرخ اور سبز رنگ کے

عمامے باندھتے پایا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب اللباس والزینۃ، جلد 6، صفحہ 48، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

و کفی بہم قدوة فی الدین ترجمہ: اور ان کا دین میں پیشوا ہونا دلیل

کافی ہے۔

اور عمامہ کے فضائل میں وارد احادیث مطلق ہیں یعنی ان میں کسی فضیلت کو

کسی خاص رنگ کے ساتھ متعین نہیں کیا کہ فلاں رنگ کا عمامہ پہنوں گے تو ہی یہ فضیلت

حاصل ہوگی۔

نیز علماء و فقہاء نے بھی سنت عمامہ کی ادائیگی کو کسی خاص رنگ میں منحصر نہیں

کیا۔ لہذا کسی بھی رنگ کا عمامہ باندھنے سے سنت عمامہ ادا ہو جائے گی اور عمامہ

باندھنے والا احادیث میں مروی فضائل کا مستحق قرار پائے گا۔

سوال: کون کون سے رنگ کا عمامہ باندھنا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے ثابت ہے؟

جواب: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درج ذیل رنگوں کا عمامہ

باندھنا ثابت ہے: (1) سفید (2) سیاہ (3) سبز (4) زرد (5) سرخ دھاری دار۔

الاصابة فی معرفة الصحابة میں ہے "خرج رسول اللہ صلی علیہ وسلم

والناس مستکفون یتخبرون عنہ فخرج مشتملاً طر ح طی حی ثوبہ علی

عائقہ عاصباً رأسہ بعصابة بیضاء فقام علی المنبر وثاب الناس الیہ حتی

امتلا المسجد" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے جبکہ لوگ زیارت

کے لئے جمع تھے اور آپ کے متعلق پوچھ رہے تھے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لپٹے

ہوئے اپنے کپڑے کے دونوں کنارے اپنے کندھے پہ ڈالے اپنا سر اقدس سفید عمامہ

سے لپیٹے باہر تشریف لائے، پس آپ منبر پر کھڑے ہو گئے اور لوگ آپ کے پاس

اکٹھے ہو گئے یہاں تک کہ مسجد بھر گئی۔ (الاصابة فی معرفة الصحابة، ج 3، ص 70)

عصابة کا معنی عمامہ ہے۔ (الفائق فی غریب الحدیث والاثار، ص 24)

صحیح بخاری میں ہے "صعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم المنبر وکان

آخر مجلس جلسہ متعظاً ملحفۃ علی منکبہ قد عصب رأسہ بعصابة

دسمہ" ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور وہ آخری مجلس تھی جس میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شانوں پر لحاف

اوڑھے ہوئے جبکہ اپنے سر پر سیاہ عمامہ لپیٹے ہوئے تھے۔

(صحیح بخاری، حدیث 875-3358-3216)

عصابة کا معنی عمامہ ہے۔ کما مر اور دسمہ کا معنی سیاہ ہے۔

(الفائق فی غریب الحدیث والاثار، ص 137)

شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی مشہور تصنیف "ضیاء القلوب

فی لباس الحبوت" میں فرماتے ہیں "دستار مبارک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم اکثر اوقات سفید بود و گاہی سیاہ و احیاناً

سبز: ترجمہ: سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ شریف اکثر اوقات سفید ہوتا تھا اور کبھی کبھی سیاہ و سبز ہوتا تھا۔

(ضیاء القلوب فی لباس المحبوب مع خلاصة الفتاوی، جلد 3، صفحہ 153، مکتبہ حبیبیہ، کوئٹہ)

تاریخ بدین اللہ مشق میں ہے ”خروج علیہما رسول اللہ علیہ وسلم وعلیہ قمیص اصفر ورداء اصفر وعمامة صفراء“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف باہر تشریف لائے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زرد قمیص، زرد چادر اور زرد عمامہ تھا۔

(تاریخ مدینہ للدرستی، ج 34، ص 385)

المستدرک علی الخمسین میں ہے ”رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوضأ وعلیہ عمامة قطرية فادخل یدہ من تحت العمامة فمسح مقدمہ رأسہ ولم ینقص العمامة“ ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قطری عمامہ تھا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک عمامہ کے نیچے سے داخل کر کے اسے سر کے اگلے حصہ کا مسح فرمایا اور عمامہ کو کھولا نہیں۔

(المستدرک علی الصحیحین، ج 2، ص 561)

اور قطری کپڑا سرخی والے دھاری دار کپڑے کو کہا جاتا ہے جیسا کہ ابن الاثیر ثوب قطری کے بارے میں فرماتے ہیں ”هو ضرب من البسود فیہ حمرة ولہا اعلام فیہا بعد الخشبونة“ ترجمہ: وہ دھاری دار کپڑوں کی ایک قسم ہے جس میں سرخی ہوتی ہے اور ان پر نقوش ہوتے ہیں اور قدرے کھردرا ہوتا ہے۔

(النهاية فی غریب الأثر، ج 4، ص 129)

سوال: سبز رنگ کا عمامہ باندھنا کس سے ثابت ہے؟ دلائل کے ساتھ بیان فرمائیں۔

جواب: سبز عمامہ باندھنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان اور فرشتوں سے ثابت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سبز عمامہ کا ثبوت

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی مشہور تصنیف ”ضیاء القلوب فی لباس المحبوب“ میں فرماتے ہیں ”دستار مبارک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکثر اوقات سفید بود و عمامہ سیاہ و احبانا سبز“ ترجمہ: سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ شریف اکثر اوقات سفید ہوتا تھا اور کبھی کبھی سیاہ و سبز ہوتا تھا۔

(ضیاء القلوب فی لباس المحبوب، جلد 3، صفحہ 153، مکتبہ حبیبیہ، کوئٹہ)

دیوبندی محقق و شارح ترمذی محمد سعید پالن پوری کے اقادات پر مرتب کتاب تحفۃ الانعمی شرح سنن ترمذی میں مرقوم ہے کہ پگڑی کسی بھی رنگ کی باندھنا جائز ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ پگڑی بھی باندھی ہے اور ہری (سبز) بھی اور سفید بھی، پس لال پگڑی تو مناسب نہیں باقی جس رنگ کی چاہے باندھ سکتا ہے۔

(تحفۃ الانعمی شرح سنن ترمذی، ص 5، 70، مطبوعہ کراچی)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سبز رنگ کا عمامہ پہنا اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ بادشاہی مسجد لاہور میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب جو عمامہ رکھا ہے اس کا رنگ بھی سبز ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے سبز عمامہ کا ثبوت

امام بخاری و مسلم علیہما الرحمۃ کے استاد حافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ اولین مہاجر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں ((عن سلیمان بن ابی عبد اللہ قال أدركت المهاجرين الأولین یعتمون بعمائم کراہیس و بیض و حمر و محضر)) ترجمہ: سلیمان بن ابی عبد اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے اولین مہاجر صحابہ علیہم الرضوان کو سوئی، سیاہ، سفید، سرخ اور سبز رنگ کے عمامے باندھتے پایا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب اللباس والزینۃ، جلد 6، صفحہ 48، مکتبہ المدادیہ، بلقان)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ((اصحابی کالدجوم فیما یمھم اقتدیتم اھتدیتم)) ترجمہ: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تو ان میں سے تم جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

(مسکوٰۃ، ص 554، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

اولین مہاجر صحابہ کرام علیہم الرضوان میں خلفاء راشدین بھی ہیں ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ((علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ)) ترجمہ: تم پر میری اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے، اسے دانتوں سے اچھی طرح مضبوطی کے ساتھ تھام لو۔

(سنن ابی داؤد، ج 2، ص 279، آفتاب عالم پریس، لاہور)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں 'اقتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر وعمر' ترجمہ: لوگو! تم میرے بعد میرے صحابہ ابو بکر و عمر کی اقتداء کرنا۔

(جامع ترمذی، ج 2، ص 207، امین کمپنی، دہلی)

فرشتوں سے سبز عمامہ کا ثبوت

تفسیر خازن و بغوی میں ہے حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں ((کان سیماء الملائکۃ یومہ بدد عمامہ بیض ویوم حنین عمامہ خضر)) ترجمہ: یوم بدر ملائکہ کی نشانی سفید عمامے اور حنین کے دن سبز عمامے تھے۔

(تفسیر خازن و بغوی، فی التفسیر مسوۃ الانفال مسورت 8، آیت 9)

حضرت شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ "جبریل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ اور میکائیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ انسانی شکل و صورت میں اہل حق گھوڑوں پر سوار اترے اس وقت ان کے جسموں پر سفید لباس اور ان کے سروں پر سفید عمامے اور روز حنین سبز عمامے تھے"

(مدارج السنوہ فارسی، ج 2، ص 93)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سبز عمامہ کا ثبوت

الحدیقۃ الندیہ میں ہے "ثم یھبط عیسیٰ علیہ السلام الی الارض وهو متعمم بعمامة خضراء" پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس حال میں زمین پر اتریں گے کہ آپ سبز رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے ہوں گے۔

(الحدیقۃ الندیۃ، الباب الثانی، ج 1، ص 273، مکتبہ النورۃ الرضویہ، لاہور)

عقد الدرر فی اخبار المنتظر میں ہے کہ "ثم یامر اللہ عزوجل جبریل ان یھبط بعیسیٰ علیہما السلام الی الارض وهو فی السماء الثانية فیاتیہ فیقول: یا روح اللہ و کلمتہ ربک یمرک بالنزول الی الارض فینزل ومعه سبعون الفاً من الملائکۃ وهو بعمامة خضراء" ترجمہ: پھر اللہ عزوجل جناب جبریل کو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارنے کا حکم فرمائے گا اور آپ دوسرے آسمان پہ ہیں، پس جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آکر عرض کریں گے: اے روح اللہ اور کلمۃ اللہ! آپ کا پروردگار آپ کو زمین کی طرف اترنے کا حکم فرماتا ہے، پس آپ علیہ السلام اس حال میں نزول فرمائیں گے کہ آپ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے اور آپ سبز عمامہ پہنے ہوں گے۔

(عقد الدرر فی اخبار المنتظر، ص 60)

فیض القدیر شرح جامع الصغیر میں ہے کہ "ثم یھبط بعیسیٰ الی الارض وهو متعمم بعمامة خضراء متقلد بسیف راکب علی فرسہ" ترجمہ: پھر جناب عیسیٰ علیہ السلام علیہما السلام زمین کی جانب اتریں گے جبکہ آپ سبز عمامہ پہنے، گلے میں تلوار لٹکائے اپنے گھوڑے پر سوار ہوں گے۔

(فیض القدیر، ج 3، ص 718)

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت قاسم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سبز عمامہ کا ثبوت

دیوبندی محقق و مؤرخ معین الدین ندوی نے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ تابعی ہیں کے بارے میں لکھا ہے ”عمامہ آپ کا سفید ہوتا تھا زعفرانی رنگ زیادہ پسند خاطر تھا، کبھی کبھی سبز بھی استعمال کرتے تھے“ (تابعین، ص 385)

سبز عمامہ کے مخالفین کے اکابرین سے سبز عمامہ کا ثبوت

دیوبندی اکابر کے پیر و مرشد حاجی انداد اللہ مہاجر کی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کے حصول کا طریقہ یوں بیان کیا ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی دہانے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے..... انشاء اللہ مقصد حاصل ہوگا۔ (خسبہ القلوب مشمول کلیات ابدادیہ، ص 61، مطبوعہ کراچی)

مدرسہ دیوبند میں سبز عمامہ سے دستار بندی

دیوبندی ترجمان ماہنامہ الرشید کے دارالعلوم نمبر میں مرقوم ہے کہ ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء سے انتظامیہ نے دستار بندی اور عطاء سند کا سلسلہ شروع کر دیا دارالعلوم کے سرپرست اعلیٰ فارغ التحصیل طلبہ کے سر پر اپنے ہاتھ سے سبز دستار باندھتے اور سند عطا فرماتے۔ (ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر، ص 551)

انور شاہ کشمیری کا سبز عمامہ

دیوبندیوں کے محدث العصر انور شاہ کشمیری کے متعلق ان کی سوانح میں مرقوم ہے کہ اس حسین اور پرکشش جسم پر جب موسم سرما آتا سبز عمامہ زیب سر اور سبز قبا زیب بدن کرتے تو ایک فرشتہ انسانوں کی اس دنیا میں چلتا پھرتا نظر آتا۔

(حیات کشمیری "نقش دوام" ص 75)

خلیل احمد ایٹھوی کا سبز عمامہ باندھنا

دیوبندیوں کے محدث خلیل احمد ایٹھوی کے متعلق دیوبندی محقق و مؤرخ عاشق الہی میرٹھی نے لکھا ہے کہ عمامہ حضرت متوسط طول کا باندھتے تھے مگر نہایت خوبصورت شملہ دوسوا دو بالشت پیچھے چھوڑتے اور اکثر مشروع بھاگلپوری کا سبز یا کاہی ہوتا تھا ہمیشہ آپ کھڑے ہو کر عمامہ باندھتے۔ (تذکرۃ الخلیل، ص 362)

حسین احمد دینی کی سبز عمامہ سے دستار بندی

دیوبندی مذہب کا شیخ الاسلام حسین احمد دینی خود اپنے متعلق لکھتا ہے کہ مجھ کو ایک عمامہ سبز حسب اصول مدرسہ (دیوبند) از دست حضرت شیخ الہند باندھوایا گیا۔ (نقش حیات، ج 1، ص 147)

نوٹ: مخالفین کے اکابرین سے سبز عمامہ کا ثبوت مولانا کاشف اقبال دینی کے مضمون بنام ”سبز عمامہ کا جواز اور دیوبندی کذاب“ سے لیا گیا ہے مزید تفصیلات کے لئے رسالہ کلمہ حق شمارہ ۱۲ اور ۳ سے موصوف کے مضمون کا مطالعہ فرمائیں۔

سبز لباس سے سبز عمامہ کا ثبوت

عمامہ لباس کا حصہ ہے اسی وجہ سے محدثین عمامہ کے متعلق احادیث اور فقہاء عمامہ کے احکام کتاب اللباس میں ذکر کرتے ہیں۔

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”ہذا نکتہ لباس مصدر دست بمعنی ملبوس چنانچہ کتاب بمعنی مکتوب واسر لباس شامل ست بدستار وپیرامن وجہ وکلاہ ورجاء وازاد وغیرہ وآنچہ در پوشش بیاید“

ترجمہ: جان لو کہ لباس مصدر بمعنی ملبوس کے ہے جیسا کہ کتاب بمعنی مکتوب اور لباس کا اسم دستار (یعنی عمامہ)، پیرامن، جبہ، ٹوپی، چادر اور ازاد وغیرہ جو کچھ پہننے میں آئے سب کو شامل ہے۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ص 36، دار احیاء العلوم، باب المدینہ کراچی)

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیرامن اقدس (لباس) میں کیا کیا کپڑے ہیں؟ تو جواباً آپ نے ارشاد فرمایا: ”ردا (یعنی چادر)، تہبند، عمامہ، یہ تو عام طور سے ہوتا تھا اور کبھی قمیص اور ٹوپی، پاجامہ ایک بار خریدنا لکھا ہے۔ پہننے کی روایت نہیں“

(الملفوظات، حصہ سوم، ص 342، مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی)

اور سبز لباس کا پسندیدہ ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

اہل جنت کا لباس سبز ہوگا

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿يُحَلَوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُندُسٍ وَاسْتَبْرَقٍ﴾ ترجمہ کنز الایمان: وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز کپڑے کریب اور قنادیز کے پہنیں گے۔

(پ 15، سورۃ الکہف، آیت 31)

امام قرطبی علیہ رحمۃ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”وخص الاخصر بالذکر لانه الموافق للبصر“ ترجمہ: اور سبز رنگ کا خصوصی طور پر اس لیے ذکر فرمایا کہ وہ بینائی کے زیادہ موافق ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن، ج 10، ص 344)

حضرت محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ لکھتے ہیں کہ سبز رنگ کی طرف نظر کرنا بینائی کو زیادہ کرتا ہے۔

(ضیاء القلوب، ص 3)

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: ان کے بدن پر ہیں کریب کے سبز کپڑے اور قنادیز کے۔

(پ 29، سورۃ الدھر، آیت 21)

امام ابن کثیر علیہ رحمۃ لکھتے ہیں کہ سبز رنگ کے کپڑے اہل جنت کا لباس ہوں گے۔

(تفسیر ابن کثیر، ج 6، ص 385)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ رنگ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سبز رنگ بہت ہی زیادہ پسند تھا۔

(تفسیر مظہری، ج 2، ص 33، تکرارۃ المفاتیح، ج 4، ص 415)

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبز کپڑے پسند تھے۔

(احیاء العلوم، ج 2، ص 335)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ کے بعد سبز رنگ بہت زیادہ پسند تھا۔

(شرح السعادة، ص 431)

کتب فقہ میں سبز لباس کو سنت لکھا ہے۔

(رد المحتار، ج 5، ص 247)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سبز چادر زیب تن فرماتا

حضرت ابورمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز چادریں پہنے ہوئے دیکھا۔

(جامع ترمذی، ج 2، ص 109، سنن ابو داؤد، ج 2، ص 206، سنن نسائی، ج 2، ص 163، مشکوٰۃ المصابیح، ص 376، مصابیح السنۃ، ج 3، ص 202، شرح السنۃ، ج 12، ص 21، سنن احمد بن حنبل، ج 2، ص 89)

حضرت ابورمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دوبہر کپڑے پہنے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے۔ (سنن نسائی، ج 2، ص 253)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب لباس

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب ترین لباس یہ تھا کہ آپ حمرہ زیب تن فرمائیں۔

(صحیح بخاری، ج 2، ص 865)

بخاری شریف کے حاشیہ میں امام داؤدی نے حمرہ کا رنگ اور اس کی وجہ محبوبیت یوں بیان کی ہے کہ حمرہ کا رنگ سبز تھا اور محبوب اس لئے کہ یہ اہل جنت کا لباس ہے۔

(صحیح بخاری، حاشیہ، ج 2، ص 865)

محدث جلیل ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ کپڑا اس لئے پسند تھا کہ اس میں سبز رنگ پایا جاتا تھا اور یہ بھی اہل جنت کا لباس ہے یہ محبوب ہونے کی وجہ ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج 8، ص 234)

سوال: سبز عمامہ کو علامت و شعار کے طور پر استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: سبز عمامہ کو علامت و شعار کے طور پر استعمال کرنے میں بھی کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ کسی شے کو بطور شعار استعمال کرنا اس وقت منع ہے کہ جب اس شے کا استعمال فی نفسہ ناجائز ہو یا کفار و فساق کی علامت ہو اور سبز عمامہ باندھنے میں یہ دونوں باتیں معدوم ہیں کیونکہ سبز عمامہ نہ تو فی نفسہ ناجائز ہے اور نہ ہی کفار و فساق کی علامت ہے بلکہ سبز عمامہ باہر ہونا تو روز حشر میں اترنے والے فرشتوں کی نشانی ہے صحابہ و تابعین کا طریقہ ہے۔ تاجدار عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے اور جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں گے تو سبز عمامہ آپ کے سر کا تاج ہوگا۔ جیسا کہ بالذکر لائل گزر چکا۔

کسی شے کو بطور شعار استعمال کرنے کے جواز و عدم جواز سے متعلق تفصیلی احکام

درج ذیل ہیں۔

شعار کی چار اقسام ہیں:

- (1) شعار اسلام
- (2) شعار کفار و فساق
- (3) شعار صالحین
- (4) شعار مباح

(1) شعار اسلام سے مراد وہ عوامل ہیں جو اسلام کی پہچان ہیں جیسے مسجد، اذان، نماز، جمعہ، قربانی، عیدین، داڑھی، ختنہ، وغیرہ۔

مصنف عبد الرزاق میں ہے ((عن الزہری أن أبا بكر الصديق قال الاذان شعار الايمان)) امام زہری سے مروی ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اذان شعار ایمان میں سے ہے۔

(مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلوٰۃ، جلد 1، صفحہ 483، المکتب الاسلامی بیروت)

السنن الکبریٰ للبیہقی میں ہے ((عن زید بن خالد الجهني قال جاء

جبرئیل علیہ السلام إلی رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مر اصحابك ان يرفعوا اصواتهم بالغلبة فانها شعار الحج)) ترجمہ: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی اپنے اصحاب کو حکم فرمائیں کہ تبلیہ کے ساتھ اپنی آوازوں کو بلند کریں کہ یہ حج کے شعار میں سے ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد 5، صفحہ 42، مکتبۃ دار الباز، مکۃ المکرمۃ)

کیونکہ یہ شعار اسلام کی پہچان ہیں اور ان کی بقاء میں مذہب اسلام کی شان و شوکت کا ظہار ہے لہذا اہل اسلام پر لازم ہے کہ انہیں باقی رکھیں۔

(2) شعار کفار و فساق: اس قسم میں وہ شعار داخل ہیں جو بذات خود غیر

شرعی ہوں یا فی نفسہ تو جائز ہوں لیکن کفار، فساق اور بدعتی لوگوں کی علامت ہوں، یہ شعار ناجائز ہیں اور بعض صورتوں میں کفر۔ سنن الدارمی میں ہے ”ذهب الحنفیہ

علیٰ الصحيح عندهم ، والمالکیۃ علی المذهب ، وجمهور الشافعیۃ الی
أن التشبه بالكفار فی اللباس الذی هو شعار لهم به یتمیزون عن المسلمین
یحکم بکفر فاعله ظاهراً ، یعنی صحیح مذہب پر اختلاف ، مالکیہ اور جمہور شافعیہ اس
طرف گئے ہیں کہ وہ لباس جو کفار کا شعار ہو اور وہ اس کے ذریعے مسلمانوں سے ممتاز
ہوتے ہوں تو اس لباس میں ان کی مشابہت اختیار کرنے والے پر ظاہراً کفر کا حکم ہو
گا۔
(سنن الدارمی جلد 1، صفحہ 1، المكتبة الشاملة)

شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن انگریزوں کے متعلق
فرماتے ہیں ”یہ بھی ایک جدید پیداوار ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ اپنے اندر ممانعت
شرعی نہیں رکھتا۔ مگر جبکہ اس کے پردے کا چاک دائیں طرف ہو تو پھر ہندوؤں کی
مشابہت کی وجہ سے حرام ہے۔“ آگے مزید فرماتے ہیں: ”اگر کافروں یا فاسقوں سے
کوئی خصوصیت رکھتا ہو تو پھر اس کا استعمال بھی ناجائز ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 192، رضاناؤ ندیش، لاہور)

رد المحتار میں ہے ”ویجعلہ لبطن کفہ فی یدہ البسری وقیل الیمنی
إلا أنه من شعار الروافض فیجب التحرز عنه قہستانی وغیرہ“ ترجمہ: انگوٹھی
کا گھینہ ہاتھ کی اندرونی سطح کی طرف ہو اور یہ بھی کہا گیا کہ دائیں ہاتھ میں پہننے۔ مگر یہ
رافضیوں کا شعار (علامت) ہے۔ لہذا اس سے اجتناب ضروری ہے، قہستانی وغیرہ۔

(درمختار، رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، جلد 9، صفحہ 580، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

تنبیہ: گزشتہ زمانے میں رافضیوں کا شعار تھا اور وہ ختم ہو گیا ہے لہذا اب
وجہ اشتباہ زائل ہو جانے کی بنا پر ممانعت نہ رہی۔

فقہاء کرام کی مذکورہ عبارات سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی کہ جو چیزیں فی
نفسہ ناجائز ہوں یا کفار و فاسق یا کسی بدعتی فرقے کی علامت ہوں ان کو استعمال

کرنے کی اجازت نہیں بلکہ فعل حرام اور بعض صورتوں میں کفر ہے۔

(3) شعار صالحین: بعض چیزیں بزرگان دین کے شعار سے ہوتی ہیں
جیسا کہ اون کا لباس پہننا صوفیہ کا شعار ہے۔ حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشف
الغجب میں فرماتے ہیں: ”پیشم اور اون و صوف کا مخصوص وضع قطع کا لباس جسے گدڑی
کہتے ہیں صوفیہ کرام کا شعار ہے۔“
(کشف المحجوب، صفحہ 71، مشیر برادرز، لاہور)

مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”صوف یعنی اون کے کپڑے
اولیائے کاملین اور بزرگان دین نے پہنے اور ان کو صوفی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ
صوف یعنی اون کے کپڑے پہنتے تھے۔ اگرچہ ان کے جسم پر کالی کالی ہوتی مگر دل محزون
انوار الہی اور معدن اسرار نامتناہی ہوتا۔“

(بہار شریعت، جلد 2، صفحہ 44، ضیاء القرآن، لاہور)

نیلے رنگ کا لباس بھی صوفیاء کا شعار رہا ہے چنانچہ حضور داتا صاحب رحمۃ
اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اکثر سلف صالحین صوفیہ کرام کا لباس بایں وجہ نیلگون رہتا تھا کہ
وہ اکثر سیر و سیاحت میں رہتے تھے چونکہ سفید لباس حالت سفر میں گرد و غبار وغیرہ سے
جلد میلا ہو جاتا ہے اور اس کا دھونا بھی دشوار ہوتا ہے اس وجہ کو خاص طور پر ملحوظ رکھتے
تھے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ نیلگون رنگ مصیبت زدہ اور غمزدوں کا شعار ہے۔“

(کشف المحجوب، صفحہ 82، مشیر برادرز، لاہور)

اور بزرگان دین کے طریقہ پر ریا و تفاخر کے بغیر عمل مستحب ہوتا ہے۔
رد المحتار میں ہے ”ویستحب الأبیض و کذا الأسود لأنه شعار بنی
العباس“ سفید کپڑے پہننا مستحب ہے اسی طرح کالے کپڑے پہننا مستحب ہے کہ یہ
بنو عباس کا شعار ہے۔

(درمختار مع رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، جلد 9، صفحہ 580، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

پیوند والے کپڑے پہننا صالحین کا شعار اور متقیوں کی سنت ہے، اگر کوئی اس نیت سے پیوند والے کپڑے پہنے تو مستحب ہے چنانچہ فیض القدیر میں ہے ”قد ورد أن عمر طاف وعليه مرقعة بائنتی عشرة رقعة فيها من أدبهم ورقع الخلفاء ثيابهم وذلك شعار الصالحين وسنة المعتقين حتى اتخذ الصوفية شعارا“ ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طواف کیا اور ان کے لباس پر بارہ چڑے کے پیوند تھے۔ خلفاء کے کپڑے پیوند والے ہوتے تھے اور یہ صالحین کا شعار اور متقیوں کی سنت ہے۔ یہاں تک کہ صوفیہ نے پیوند والے کپڑوں کو اپنا شعار بنالیا۔

(فیض القدیر، جلد 3، صفحہ 36، المكتبة الشاملة)

یونہی اہلسنت کے شعار کہ جن سے سنیت کی پہچان ہو جیسے مساجد میں یا رسول اللہ لکھنا، اذان سے پہلے اور بعد جمعہ صلوٰۃ و سلام پڑھنا، میلاد کے جلوس و محافل اور اس میں شرکت، وقت مولود قیام، وغیرہ یہ سب مستحب ہیں۔

(4) شعار مباح: کسی چیز یا لباس کو دینی یا دنیاوی مصلحت کے پیش نظر علامت بنالینا شرعاً مباح ہے، جبکہ وہ نہ تو شریعت کے مخالف ہو اور نہ ہی اسے فرض و واجب جانا جائے۔ اس پر بے شمار عقلی و نقلی دلائل موجود ہیں۔ جیسے اسکول یونیفارم، پولیس، فوج اور ملازمین کا لباس وغیرہ۔ عباسی خلفاء میں کالاعمامہ بطور شعار پہنا جاتا تھا اور اموی خلفاء میں سفید عمامہ چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے ”والعمامة السوداء صارت فيما بعد عمامة الخلفاء العباسيين الذين اتخذوا اللون الاسود شعارا لهم بينما كان اللون الابيض شعار الدولة الاموية“

چشتی، قادری، نقشبندی اور سہروردی سلاسل کی مخصوص ٹوپیاں، لباس، وظائف، اسی طرح جو جس سلسلہ سے تعلق رکھتا ہو بطور علامت اس کی نسبت لکھنا جیسے

چشتی، قادری، رضوی علماء و فقہاء سے ثابت ہے۔

اس پر نقلی دلائل بھی پیش خدمت ہیں۔ کسی چیز کو شعار بنانے کا جواز احادیث سے ثابت ہے، وہ شعار چاہے وقتی ہو یا مستقل چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے ((عن البراء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنكم تلقون العدو غدا، فإن شعاركم ﴿حم﴾ لا ينصرون)) ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک جنگ کے موقع پر) فرمایا تم کل دشمنوں سے ملو گے تو تمہارا شعار (علامت و نشانی) ہے ﴿حم﴾ لا ينصرون

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب السير، جلد 12، صفحہ 504، طبعة الدار السلفية، الهندية)

المعجم الكبير للطبراني ((عن سمرة بن جندب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جعل شعار المهاجرين يا بنى عبد الرحمن، وشعار الخزرج يا بنى عبد الله، وشعار الأوس يا بنى عبيد الله، وسمى خيلنا خيل الله إذا فرعنا)) ترجمہ: حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مهاجرین کا شعار یا بنی عبد الرحمن رکھا، خزرج کا یا بنی عبد اللہ رکھا، اوس کا شعار یا بنی عبيد الله رکھا، ہمارے سواروں کا نام ”خيل الله“ اللہ کے شاہسوار رکھا۔ جب ہمیں بلاتے تو ان شعار سے بلاتے۔

(المعجم الكبير للطبراني، جلد 7، صفحہ 269، مكتبة العلوم والحكم، الموصل)

سنن اللہ یعنی میں ہے ((غزوت مع أبي بكر رضي الله عنه زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان شعارنا أمت أمت)) ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ہم نے حضرت ابو بکر کے ساتھ غزوہ میں شرکت کی تو ہمارا شعار اس میں تھا امت امت یعنی اے اللہ دشمنوں کو موت دے۔

(سنن اللیبیہ، جلد 2، صفحہ 170، مجلس دائرة المعارف النظامية الکاتبة، حیدر آباد)

مصنف عبدالرزاق میں ہے ((عن هشام بن عروة عن أبيه قال كان شعار أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يوم مسيما أصحاب (سورة البقرة)) ترجمہ: حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا شعار مسیما کذاب کے خلاف جنگ میں یا اصحاب سورة البقرة تھا۔

(مصنف عبدالرزاق، باب الشعار، جلد 5، صفحہ 232، المكتبة الإسلامية، بیروت)

اسی طرح یوم حنین میں تھا۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے ((عن طلحة بن مصرف الیامی، قال لما انهزم المسلمون يوم حنين نودوا يا أصحاب سورة البقرة)) (مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 12، صفحہ 503، طبعة الدار السلفية، البهنية)

سنن ابوداؤد میں ہے ((عن سمرة بن جندب قال كان شعار المهاجرين عبد الله وشعار الأنصار عبد الرحمن)) ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے مہاجرین کا شعار عبد اللہ تھا اور انصار کا شعار عبد الرحمن تھا۔ (سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 38، دار الفکر، بیروت)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”بعض وارثی فقراء، ہمیشہ احرام کا لباس پہنتے ہیں اس میں حرج نہیں لیکن مخاطب انہ کریں اور نہ نگے سر رہیں۔“

(سراة المناجیح، جلد 4، صفحہ 136، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ کسی چیز کو اپنا شعار بنانا بالکل جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ فیض القدر میں ہے ”والشعار فی الأصل العلامة التي تنصب ليعرف الرجل بها ثم استعير في القول الذي يعرف الرجل به أهل ديشه فلا يصيبه بمكروه“ ترجمہ: شعار اصل میں ایک علامت ہے جسے آدمی کی

پہچان کے لئے رکھائے پھر اس شعار کو بول کر اس آدمی اور اسکے دین کی پہچان حاصل کی جائے۔ اس طرح شعار رکھنے میں کوئی کراہت نہیں۔

(فیض القادیر، جلد 4، صفحہ 212، المكتبة الشاملة)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شرح سنن ابن ماجہ میں فرماتے ہیں ”فما كان منهما بطريق الخيلاء فهو حرام وما كان بطريق العرف والعادة وصار شعار القوم لا يحرم وان كان الإسراف فيه لا يخلو عن كراهة“ ترجمہ: اگر وہ بطور تکبر ہو تو حرام ہے اور جو بطور عرف وعادت ہو اور قوم کا شعار بن جائے تو حرام نہیں اور اگر اس میں اسراف ہو تو وہ کراہت سے خالی نہیں۔

(شرح سنن ابن ماجہ، باب لبس الثوب، جلد 1، صفحہ 255، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

سبز یا کسی بھی رنگ کے عمامہ کو اپنی علامت بنا لینا ہرگز بدعت نہیں، بدعت وہ ہوتی ہے جو سنت کے خلاف ہو۔ بدعت کی تعریف بیان کرتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں ”قول عمر نعمت البدعة هو فعل ما لم يسبق إليه فما وافق السنة فحسن وما خالف فضلالة وهو المراد حيث وقع ذم البدعة وما لم يوافق ولم يخالف فعلى أصل الإباحة۔“ ترجمہ: حضرت عمر فاروق کا فرمانا یہ اچھی بدعت ہے۔ بدعت کا معنی یہ ہے کہ جو پہلے نہ ہوا ہو۔ لہذا نیا کام جو سنت کے موافق ہو وہ اچھا ہے اور جو سنت کے خلاف ہو وہ گمراہی ہے۔ اور جہاں کہیں بدعت کی مذمت ہوگی اس سے مراد وہ بدعت ہوگی جو سنت کے مخالف ہے۔ اور جو سنت کے مخالف نہیں وہ مباح ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، مقدمة الفتح، جلد 01، صفحہ 84، دار المعرفۃ، بیروت)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف سے یہ کہنا غلط ہو گیا کہ سبز عمامہ ناجائز و بدعت کیونکہ سنت و شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ لہذا سبز رنگ کا

عمامہ پہننے سے عمامہ پہننے کی سنت ادا ہو جائے گی۔ اگر بطور شعار بھی پہنا جائے تو جائز ہے، اگر سنیت کی پہچان کی نیت سے پہنا جائے تو مستحب ہے۔ علمائے کرام کو خاص وضع قطع کا لباس پہننا کہ لوگ اس لباس کو دیکھ کر عالم سمجھیں اور ان سے مسائل پوچھیں اسے مستحب کہا گیا ہے چنانچہ در مختار میں ہے ”یحسن للفقهاء لف عمامة طويلة ولبس ثياب واسعة“ ترجمہ: فقہاء کے لئے اچھا عمل یہ ہے کہ وہ طویل عمامہ باندھیں اور کھلا لباس پہنیں۔ (در مختار مع رد المحتار ج 9، ص 586، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”قوله لف عمامة طويلة“ لعلمہم تعافوها كذلك فيان كان عرف بلاد آخر أنها تعظم بغير الطول بفعل لاظهار مقام العلم ولاجل أن يعرفوا فيسألوا عن أمور الدين“ ترجمہ: طویل عمامہ باندھیں کہ اس سے پہچانے جائیں اور اگر کسی دوسرے شہر میں غیر طویل عمامہ باندھنا علماء کے لئے ہو تو وہاں چھوٹا عمامہ باندھیں کہ عالم ہونا ظاہر ہو اور لوگ پہچان کر ان سے مسائل پوچھیں۔

(در مختار مع رد المحتار، جلد 9، صفحہ 586، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے: ”فقہاء و علماء کو ایسے کپڑے پہننے چاہیے کہ وہ پہچانے جائیں تاکہ لوگوں کو ان سے استفادہ کا موقع ملے اور علم کی وقعت لوگوں کے ذہن نشین ہو۔“

(بہار شریعت، جلد 2، صفحہ 43، انصیاء القرآن، لاہور)

اگر کسی لباس کو بطور شعار بنانا ناجائز و بدعت ہوتا تو ہرگز علماء و فقہاء کو خاص لباس پہننے کی اجازت نہ ہوتی۔

مولانا بعض مانتین سبز عمامہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ((یتبعم الدجال من امتی سبعون الفا علیہم السیحان)) ترجمہ: میری امت کے ستر ہزار آدمی و جال

کی پیروی کریں گے ان پر سیحان (یعنی سبز عمامے) ہوں گے۔ اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: اس کے متعدد جوابات ہیں:

پہلا جواب: مذکورہ روایت میں سیحان کا لفظ آیا ہے جو کہ ساج کی جمع ہے اور ساج کا معنی سبز عمامہ ہرگز نہیں بلکہ کتب لغت میں ساج کے درج ذیل معانی لکھے ہیں۔

سبز رنگ کی چادر، سیاہ رنگ کی چادر، موٹا کپڑا، تارکول والے سیاہ دھاگے سے بنا ہوا کپڑا، گول چادر، ساکھو کا درخت ہے اور مجازاً مربع یعنی چورس چادر کو بھی ساج کہا جاتا ہے۔

الحکم الوسیط میں ہے ”الساج ضرب من الشجر یعظم جدا ویذهب طولاً وعرضاً ولها ورق کبیر (ج) سیحان“ ترجمہ: ساج ایک بہت بڑا درخت ہے جو طول و عرض میں پھیلا ہوا ہوتا ہے اور اس کے بڑے بڑے پتے ہوتے ہیں۔ اور سیحان، ساج کی جمع ہے۔

ہماری زبان میں اس درخت کو ساگوان کہا جاتا ہے اس کی لکڑی بھی سیاہ ہوتی ہے۔

تاج العروس میں ہے ”والساج الطلیسان الاخضر او الضخم الغلیظ او الاسود او المقور ینسج کذلک وہ فسر حدیث ابن عباس کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یلبس فی الحرب من القلائس ما یکون من السیحان وفی حدیث ابی ہریرۃ اصحاب الدجال علیہم السیحان“ ترجمہ: ساج سبز رنگ کی چادر کو کہا جاتا ہے، موٹے کپڑے کو بھی بولتے ہیں، سیاہ رنگ کی چادر کو بھی کہتے ہیں اور ساج، تارکول والے سیاہ دھاگے سے بنے ہوئے کپڑے کو بھی کہا جاتا ہے اس کی وضاحت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی روایت سے بھی ملتی ہے جس میں یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگ میں ٹوپی پہنتے تھے جو سبجان کی بنی ہوئی تھی اور حدیث ابو ہریرہ میں ہے کہ اصحاب دجال پر سبجان (چادریں) ہوں گی۔

مزید تاج العروس ہی میں لکھا ہے کہ "قیل السبجان الطیلسان المدور ویطلق محازا علی الکساء المربع" ترجمہ: اور بیان کیا گیا ہے کہ سانج گول چادر کو کہا جاتا ہے اور مجازی طور پر مربع (یعنی چورس) چادر پر بھی سانج کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

لسان العرب میں ہے "وقیل الطیلسان المقور ینسج کذا لک کان القلائس تعمل منها او نوعها" منجد عربی، اردو میں بھی سانج کا معنی ساکھو کا درخت اور کشادہ گول چادر لکھا ہے۔

نوٹ: مذکورہ حوالہ جات میں سبجان کی تفسیر طیلسان سے کی گئی ہے اور طیلسان کا معنی المنجد میں کالی چادر، میلا کپڑا، سبز چادر جسے علماء و مشائخ استعمال کرتے ہیں بیان کیا گیا ہے۔ یونہی فرھنگ فارسی، لغات کشوری وغیرہ میں بھی طیلسان کا یہی معنی لکھا ہے۔

دوسرا جواب: اس حدیث میں جن ستر ہزار افراد کا تذکرہ ہے وہ مسلمان نہیں بلکہ یہودی ہیں یعنی اس حدیث میں امت سے امت اجابت (امت مسلمہ) مراد نہیں بلکہ امت دعوت مراد ہے، جیسا کہ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے، فرمایا ((یتبع الدجال من یہودی اصفہان سبعون الفا علیہم طیلان)) ترجمہ: اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کی پیروی کریں گے جن پر طیلان ہوگی۔

(صحیح مسلم، ج 2، ص 405، مشکوٰۃ، ص 475)

ملا علی قاری علیہ الرحمہ سوال میں مذکور حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں "امتی

ای امة الاجابة او الدعوة وهو الاظهر لما سبق انهم من یہود اصفہان" اس روایت میں امت اجابت مراد نہیں بلکہ امت دعوت مراد ہے اور یہ بات ظاہر ہے جیسا کہ اصفہان کے یہودیوں والی روایت گذشتہ اوراق میں گذر چکی۔

(سرفۃ المفاتیح، ج 10، ص 217)

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے بھی اس روایت کی شرح کرتے ہوئے اشعۃ اللمعات کی چوتھی جلد میں یہی ارشاد فرمایا ہے۔

لہذا اس روایت کو سبز عمامہ باندھنے والے مسلمانوں پر منطبق کرنا سراسر غلط ہے نیز مسلم شریف کی روایت سے یہ بھی پتا چلا کہ وہ ستر ہزار دجال کی پیروی کریں گے ان کا تعلق اصفہان سے ہوگا نہ کہ پاکستان سے۔

تیسرا جواب: سوال میں مذکور روایت موضوع و من گھڑت ہے اس روایت کی سند میں ایک راوی ابو ہارون ہے جس کا نام عمارہ بن جویں ہے، اس پر محدثین کرام نے سخت جرح فرمائی ہے۔

امام ذہبی نے نقل کیا ہے کہ اکذب من فرعون فرعون سے بھی زیادہ جھوٹا تھا۔ قول صالح بن محمد میزان الاعتدال جلد 3 ص 174 یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ امام شعبہ نے اسے ضعیف قرار دیا، امام بخاری نے کہا کہ یحییٰ القطان نے اسے ترک کر دیا، امام احمد نے کہا کہ یہ کچھ نہیں، امام ابن معینی کے ہاں محدثین کے نزدیک اس کی حدیث کی تصدیق نہ کی جائے گی۔ امام ابو زرعہ نے کہا کہ ضعیف الحدیث ہے امام ابو حاتم نے کہا کہ ضعیف ہے امام نسائی نے کہا کہ یہ متروک الحدیث ہے یہ ثقہ نہیں اس کی حدیث نہ لکھی جائے گی جوز جان نے کہا کہ کذاب اور مفتری ہے، ابو احمد حاکم نے کہا کہ یہ متروک الحدیث تھا اس کے علاوہ متعدد محدثین نے اسے کذاب اور متروک قرار دیا ہے۔

(تہذیب التہذیب، جلد 7، ص 214)

امام حماد بن زید نے اسے کذاب قرار دیا ہے۔

(الحج والتعبدیل، جلد 2، ص 364)

ابن معین نے اسے غیر ثقہ اور جھوٹا قرار دیا ہے۔ امام شعبہ بن حجاج نے فرمایا ابو ہارون سے روایت کرنے سے بہتر ہے کہ میں اپنی گردن کنوا دوں۔ دارقطنی نے کہا کہ یہ شیعہ ہے۔

وہابی محدث زبیر علی ترکی نے ابو ہارون کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ راوی ضعیف، متروک اور جھوٹا تھا لہذا (اس کی) یہ روایت موضوع ہے۔

(الحدیث، جنوری 2006، ص 1)

مولانا مفتی اعظم پاکستان مولانا وقار الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”وقار الفتاویٰ“ میں سبز عمامہ کو ایک بد مذہب جماعت جس کا نام ”دیندار جماعت“ ہے کا شعار لکھا ہے اور اس وجہ سے اسے پہننے سے منع کیا ہے۔

جمولہ: اگر کسی زمانے میں کوئی چیز کسی قسم کے بد مذہبوں کا شعار اور ان کی علامت بن جائے تو اس کے لئے حکم ممانعت ہوتا ہے اور وہ چیز بعد میں ان کا شعار و علامت نہ رہے تو اس سے حکم ممانعت اٹھ جاتا ہے جیسا کہ در مختار میں ہے ”بحلہ لبطن کفہ فی یدہ الیسری وقیل الیمنی الا انہ من شعار الروافض فیجب التحرز عنہ فہستانی وغیرہ قلت ولعلہ کان وبان فنبصر“ (ترجمہ: (مود) انگوٹھی بائیں ہاتھ میں ہتھیلی کی طرف کرے، اور کہا گیا دائیں ہاتھ میں پہنے، مگر یہ رافضیوں کا شعار ہے، تو اس سے بچنا ضروری ہے، (فہستانی وغیرہ) میں نے کہا یہ کسی زمانے میں رہا ہوگا پھر ختم ہو گیا، تو اس پر غور کر لو۔

(در مختار کتاب الحظرو الاباحۃ، ج 6، ص 361، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

رد المحتار میں ہے ”ای کان ذلک من شعار ہم فی الزمن السابق ثم انفصل وانقطع فی هذه الازمان فلا ینہی عنہ کیفما کان“، یعنی وہ گزشتہ زمانے میں ان کا شعار تھا پھر ان زمانوں میں نہ رہا اور ختم ہو گیا تو اب اس سے ممانعت

نہ ہوگی، جیسے بھی ہو۔ (رد المحتار، ج 6، ص 361، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

فتاویٰ رضویہ میں ہے ”کسی طائفہ باطلہ کی سنت جمعی تک لائق احتراز رہتی ہے کہ وہ ان کی سنت رہے، اور جب ان میں سے رواج اٹھ گیا تو ان کی سنت ہونا ہی جاتا رہا، احتراز کیوں مطلوب ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج 8، ص 634، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فی زمانہ نہ دیندار جماعت موجود ہے اور نہ سبز عمامہ بد مذہبوں کا شعار ہے لہذا حکم ممانعت نہ رہا۔

مولانا: چلو مان لیا کہ سبز عمامہ پہننا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت اور جائز و مستحب ہے، مگر ایک مستحب کام پر بیٹھ کر کیسا ہے؟ جمولہ: کسی مستحب کام میں مواظبت (بیٹھ کر کرنا جائز و درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس کو واجب سمجھ کر نہ کرے اور یہ اندیشہ بھی نہ ہو کہ لوگ اسے واجب سمجھ لیں گے۔ جیسا کہ مردے کو سفید رنگ کا کفن پہننا مستحب ہے، شامی میں ہے ”ویستحب البیاض“ ترجمہ: اور سفید کفن مستحب ہے۔

(شامی، ج 3، ص 100، مکتبہ امدادیہ، بلتان)

مگر فی زمانہ کفن میں سفید رنگ پر مواظبت ہے ہر مسلمان کو سفید رنگ کا کفن ہی دیا جاتا ہے اور کوئی اسے غلط نہیں کہتا۔

اسی طرح فجر کی اذان میں ”الصلوۃ خیر من النوم“ کہنا مستحب ہے، جیسا کہ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کے وقت یہ الفاظ کہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((اجعلہ فی اذانک)) ترجمہ: ان الفاظ کو اپنی اذان کا حصہ بنالو۔ اس کے تحت بحر الرائق میں ہے ”وہو للندب“ ترجمہ: اور یہ فرمانا استحباب کے لئے ہے۔ (البحر الرائق، ج 1، ص 256، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

اور بہار شریعت میں ہے ”صبح کی اذان میں فلاح کے بعد الصلوۃ خیر من النوم کہنا مستحب ہے“ (بہار شریعت، ج 1، حصہ 3، ص 470، مکتبہ المدینہ، کراچی)

مگر آج کوئی اذان فجر اس سے خالی نہیں ہوتی اور سب اسے صحیح و درست سمجھتے ہیں۔ جب ان مستحب کاموں پر مواظبت منع نہیں تو پھر سبز عمامہ پر مواظبت بھی منع نہیں۔

تمت الكتاب بحمد الله الوهاب

مکتبہ بہار شریعت کی دیگر کتب

الغداة العازلة من طين الملكة

فرشتوں کی پناہ اور موت
کاپی

مکتبہ بہار شریعت کی دیگر کتب
مکتبہ بہار شریعت کی دیگر کتب
مکتبہ بہار شریعت کی دیگر کتب



مکتبہ بہار شریعت کی دیگر کتب



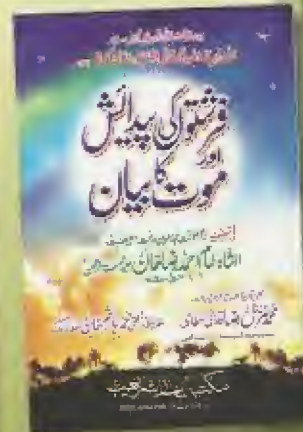
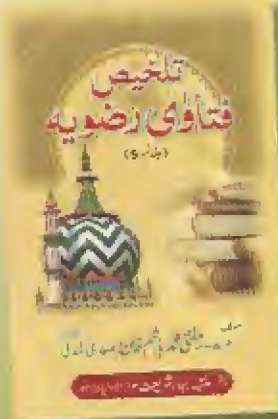
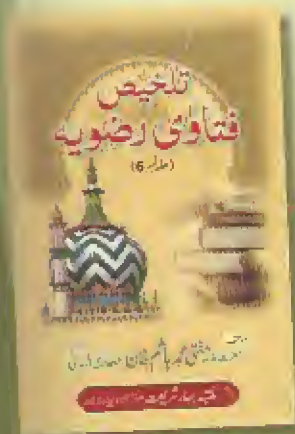
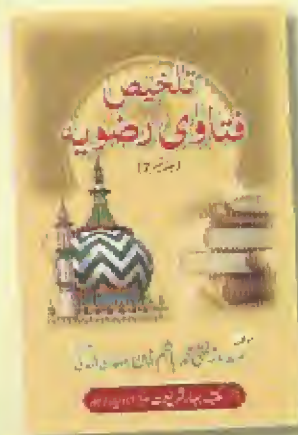
قرآن پاک، تفاسیر، حدیث، عقائد، فقہ، تصوف، تاریخ و سیرت، صرف و نحو، منطق و بلاغت و دیگر علوم و فنون کی درسی و غیر درسی عربی، فارسی، اور اردو کتب مناسب ہدیہ پر حاصل کرنے کے لئے مکتبہ بہار شریعت کی خدمات حاصل کریں۔ نیز درس نظامی کی نصابی کتب بھی دستیاب ہیں۔

مکتبہ بہار شریعت داتا دربار مارکیٹ، لاہور

فون: 0322-4304109

نزد مکتبہ المدینہ (دعوت اسلامی) و مکتبہ قادریہ رضویہ، لاہور

ادارے کی دیگر کتب



مکتبہ دارالافتاء دارالحدیث

داتا دربار مارکیٹ لاہور 0322-4304109